مطبوعات

خصائص نسائی فی مناقب مرتضوی رضؓ از سید مہر حسین بخاری - ناشر: مجلس تحفظ ناموس اہل بیت، کامرہ - ضلع اٹک - قیمت: ۱۶/- روپے

کتاب میں نسائی کی وہ احادیث پیش کی گئی ہیں جو مناقبِ مرتضوی میں وارد ہیں - حالانکہ دوسرے صحابہ کرام (خصوصاً خلفائے راشدین) کے مناقب بھی حدیث کی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں اور ان سب کے عملی کارنامے تاریخ میں محفوظ ہیں - خرابی یہ ہے کہ ابتدائی دور سے جو فتنہ اٹھا کہ اہل بیت ایک طرف اور دوسرے صحابہ دوسری طرف - اسی سے سبائیت بھی پیدا ہوئی اور ناصبیت اور خارجیت بھی - ایک گروہ اہل بیت کا حامی بنا اور اس نے دوسرے اجل صحابہ پر تبرّیٰ جاری رکھا - دوسری طرف ایک اور گروہ نے حضرت علیؓ اور اہل بیت کی مخالفت کو شعار بنایا - اس کا ایک بڑا ردّ عمل ماضی کی تاریخ کی طرح اس دور میں یہ ہوا کہ محمود عباسی صاحب نے "خلافتِ معاویہ و یزید" لکھی اور ایک گروہ میں گرم کیکوں کی طرح بکی - مگر علمائے اُمت نے اسے قبول نہیں کیا جیسا کہ عرضِ ناشر میں مذکور ہے - اس کے خلاف اہل سنّت نے تنقیدی و تردیدی کتب لکھیں -

سید مہر حسین بخاری صاحب اس پرانے تاریخی تضاد کو زندہ کرنے کے بجائے دونوں طرف کے صحابہ کرام کے فضائل پہ لکھتے تو ان کی بات کا وزن دوسرا ہوتا - کبھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے لیے تو آپ کلمۂ خیر لکھتے نہیں - اس کے باوجود اہل سنّت فراخ دل اور وسیع النظر ہیں جو آن کا بھی احترام کرتے ہیں اور ان سے بھی محبت رکھتے ہیں - براہِ کرم وحدت کی راہ اختیار کیجیے -

مندرجہ احادیث میں سے بعض پر بحثیں ہو سکتی ہیں، مگر اتنی گنجائش نہیں۔ اصل سوال دوسرا ہے جسے عرض کر دیا گیا۔

اسلامی انقلاب دا سندلیہ | مجموعۂ کلام جناب عبداللہ شاکر صاحب۔ ناشر: اسلامی پبلیکیشنز لاہور۔ (۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ) قیمت ۳۲/- روپے

عبداللہ شاکر اپنے خاص رنگ کے واحد پنجابی شاعر ہیں۔ ان کا لہجہ انقلابی ہے۔ وہ معاشرے کے احوال کی اذیت ناک تصاویر سامنے لاتے ہیں۔ مقصدی بنیاد اُن کی اسلامی فکر پر ہے۔ اپنے ہم قسم شعرائے اُردو کی طرح وہ آگے آگے لپکنے کی کوشش نہیں کرتے، یہ ایک طرح کی فنی غیرت مندی ہے۔

اسلامی انقلاب کا سندلیہ کا مطلب ہے، اسلامی انقلاب کا پیغام۔ جب انہوں نے اوّل اوّل اس پیغام کو عام کرنا شروع کیا تو پولیس ان کو پکڑنے کے لیے گئی اور اُن کے ہاتھوں پیروں کی بیسیوں انگلیوں کے نشانات محفوظ کر لیے۔ اس لیے کہ کیا معلوم یہ شخص آگے چل کر غنڈوں سے زیادہ بڑا مجرم ثابت ہو۔ آج اس کی شاعری کا پورا نامہ اعمال ہمارے سامنے ہے۔ کبھی وہ اس پہ پریشان ہوتا ہے کہ اسلام کے چرچوں کے باوجود" بینوں لبھا نہیں اسلام کتھے" (یعنی مجھے اسلام عملاً کہیں دکھائی نہیں دیا) کبھی وہ اہلِ مذہب کو بتاتا ہے کہ دین کے لیے سیاست ضروری ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ انتباہ بھی کہ میٹھی چال چلنے سے اسلام نہیں آسکتا، بلکہ" اوکھی گھاٹی، مشکل پینڈا، عشق دیاں اسواراں دا"۔ "پاکستان کا مطلب کیا" اور" سیفٹی ایکٹ" سے لے کر" افغانستان روس دا قبرستان" اور" اللہ دے مہمان مہاجرافغان" تک رنگارنگ نظمیں ہیں جن کا انقلابی لہجہ ایک سا ہے۔ خوبی یہ کہ" اسلامی بھیناں دا گیت"، "کشمیری بھین دی فریاد"، "اسلامی نظام دے قائم کرن وچ عورت دی ذمہ داری" جیسی نظموں کے ذریعے زندگی کی گاڑی کے دوسرے پہیے کو بھی حرکت میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر چونکہ عبداللہ شاکر" جماعتِ اسلامی" کے فدائی رہے ہیں، لہٰذا بہت سی

نظمیں مولانا مودودی اور جماعت اسلامی پر بھی کہی ہیں ۔ نعتیہ جذبے سے بھی خوب لکھا ہے میرا خیال ہے کہ پنجاب کے دیہاتی حلقوں میں عبداللہ شاکر کے کلام کو تعمیر و اصلاح کے کام کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے ۔

صحیفہ ہمام ابن منبہ رح | تحقیق و ترتیب از ڈاکٹر محمد حمید اللہ ۔ ناشر: ملک سنز کارخانہ بازار، فیصل آباد ۔ قیمت : ۱۰/- روپے

ابو عقبہ ہمام رح ابن منبہ براہ راست حضرت ابوہریرہ رض کے شاگرد تھے اور صحابی مذکور نے جہاں احادیث کا ایک مجموعہ خود اپنے لیے مرتب کر رکھا تھا، وہاں انہوں نے ہمام ابن منبہ جیسے شاگرد کو (ف ۱۰۱ یا ۱۰۲ھ) ایک سو چالیس حدیثیں سکھائیں ۔ علاوہ ازیں ہمام نے حضرت ابن عباس رض، ابن عمر رض، زبیر رض اور جناب معاویہ رض سے بھی روایات لی ہیں ۔
اس صحیفہ کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ آج جو منکرین حدیث وسنت نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ احادیث تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تین سو سال بعد مدون ہوئیں ۔ یہ صحیفہ اور اس کے واسطے سے ذخیرہ حضرت ابوہریرہ رض کے بالکل ابتدائی وجود کا پتہ چلتا ہے ۔ اگرچہ اب نئی تحقیقات (جن میں مصطفےٰ اعظمی کا کام بہت اقدم ہے) نے بہت سے ابتدائی مخطوطات کا سراغ ڈھونڈ نکالا ہے تاہم اس صحیفہ کی اپنی ایک قدر و قیمت ہے ۔ کئی سال ہوئے مشہور محقق ڈاکٹر حمید اللہ حال مقیم پیرس نے اسے ایڈٹ کر کے حیدرآباد دکن سے اس کے تین ایڈیشن نکالے ۔ راقم کو یاد ہے کہ جب پہلے پہل اس کا نسخہ مجھ تک پہنچا تو میں نے کسی جگہ لکھا تھا کہ آج مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے لیے عید کا دن ہے ۔
پروفیسر غلام احمد حریری مندوب حکومت سعودی عرب (برائے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد) نے اس پر ایک معلومات افزا مقدمہ لکھا ہے ۔

ڈاڑھی کا وجوب | از حضرت مولینا محمد زکریا صاحب مرحوم - مظاہر العلوم، سہارنپور۔
ناشر: عمران اکیڈیمی - ۴ بی، اُردو بازار لاہور- قیمت: ۲/- روپے

ڈاڑھی کا مسئلہ | از سید محمود الحسن - بہ اہتمام ادارۂ تفہیم قرآن وسنت۔ جامع العلوم
قاسم باغ سرگودھا - قیمت درج نہیں -

ڈاڑھی کے متعلق "محسنِ انسانیت" (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ص ۹۳ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافتِ طبع کو نمایاں کرنے کے لیے میں نے یہ الفاظ لکھے کہ (آپؐ) ڈاڑھی کو بھی طول وعرض میں قینچی سے ہموار کرتے تھے۔" اس پر متعدد اصحاب کے خطوط ملے کہ اس کا حوالہ کیا ہے۔ حوالہ میں نے کتاب میں درج کر دیا تھا، اور وہ یہ روایت تھی کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاخذ من لحیتہ من عرضھا ومن طولھا۔ (ترمذی۔ ابواب الآداب، باب ما جاء فی الاخذ من اللحیۃ)۔

مجھے معلوم تھا کہ بعض علماء اس روایت کو غریب، ضعیف یا مقطوع کہتے ہیں، مگر دوسرے علماء حضرت عبداللہ بن عمرؓ و دیگر صحابہؓ خصوصاً حضرت عمر فاروقؓ کے قول وعمل کو اس کے ساتھ ملا کر دیکھتے ہیں۔ اور خود حنفی فقہ میں ڈاڑھی کو محض بمقدار یک قبضہ رکھنا ضروری ہے۔ محسنِ انسانیت میں میں نے فقہی مباحث کی طرف کہیں رُخ نہیں کیا۔ مگر مجھے کیا خبر تھی کہ بال کی کھال اُتاری جائے گی۔ میں نے ارادہ کیا کہ ایک مضمون پوری بحث اور جملہ اختلافِ مسالک پر پیش کر دوں، چنانچہ مواد جمع کر لیا۔ اسی دوران میں تین پمفلٹ ڈاڑھی کے مسئلہ پر موصول ہوئے۔ ایک "شرف المسلم" (عربی) جس میں روایات کو سامنے لا کر پوری شدت سے یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ ڈاڑھی سے نہ طول میں اور نہ عرض میں کوئی تعرض کرنا چاہیے۔ اس پر ترجمان میں تبصرہ شائع ہو چکا ہے۔ اب جو دو پمفلٹ سامنے آئے ہیں، اُن میں سے اوّل الذکر میں زور "قبضہ" کی پابندی پر ہے اور دوسرے پمفلٹ "ڈاڑھی کا مسئلہ" میں ائمہ، فقہا اور مفکرین کے مختلف مسالک بیان کیے گئے ہیں۔

میری نگاہ میں چند امور غور طلب ہیں:

۱۔ مجھے کوئی ثبوت اس کا نہیں مل سکا کہ ڈاڑھی کے کسی بال کو قینچی یا کوئی دوسرا اوزار بالکل نہ چھوئے۔ کوئی نص

صریح ایسی نہیں ہے بلکہ یہ نتیجہ بعض لوگوں نے الفاظ کے معانی سے استنباط و استخراج کر کے خود نکالا ہے، جو بجائے خود نص نہیں ہے۔ کوئی مخالفت اس امر کی شرعاً نہیں کی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی بال اِدھر اُدھر بڑھ جائے یا "سرکش" ہو جائے تو اس سے تعرض نہ کیا جائے۔ اسی طرح کوئی ممانعت اس کی ثابت نہیں کی جا سکتی کہ خط نہ بنوایا جائے اور اصل ڈاڑھی کے رقبے کے علاوہ جو بال رخساروں پر اُگ رہے ہوں اور نیچے گردن کی طرف اُگتے چلے جائیں، انھیں ہموار نہ کیا جائے۔ ہمارے ہاں کے بڑے بڑے جید علما خط بنواتے رہے ہیں۔

۲ــــ ڈاڑھی رکھنا ایک حکم ہے، مگر شریعت میں احکام و اوامر اور نواہی و منکرات کے مدارج ہیں۔ مثلاً ایک درجہ توحید اور آخرت اور نبوت پر ایمان رکھنے کا ہے، جو سب سے بلند ہے۔ اور ایک درجہ راستے سے کوئی رکاوٹ یا گندگی ہٹانے کا ہے، جو اس سے کم درجے کی نیکی ہے۔ اوّل الذکر کا ترک کامل خسران کا موجب ہے، مگر آخر الذکر کے ترک سے کوئی بڑا گناہ عاید نہیں ہوتا۔ ایک درجہ عبادت کا ہے، ایک جہاد کا ہے، اس طرح حرمتوں میں ایک زنا، شراب اور محرمات سے نکاح، سود خواری وغیرہ جیسے گناہ ہیں۔ یا جھوٹ، چغل خوری اور غیبت و نحوست جیسی خرابیاں ہیں۔

شریعت کے نظام میں عقائد، عبادات، قانون اور اخلاق کے مدارج کے بعد تہذیبی اُمور کا ایک درجہ آتا ہے۔ وضع قطع، اکل و شرب، بالوں کی تراش خراش، لباس کا رنگ، شادی بیاہ کے قاعدے، بچے کے کان میں اذان کہنا، کھانا کھاتے اور ہر کام کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا وغیرہ بے شمار چیزیں ہیں۔ ان چیزوں کو آداب (یا شعائر) کی تعریف میں رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ترمذی نے بھی ڈاڑھی کے مسئلے کو اسی باب میں رکھا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے اپنے سامنے سے کھا لینا قولی و فعلی سنت ہے، مگر اس پر نہ بحثا بحثی ہے، نہ رسائل در رسائل کا چکر چلتا ہے۔ ایک زمانے میں پگڑی اور ٹوپی کی بحث چلی، مگر آخر ساری باتیں گرد بن گئیں۔ ڈاڑھی کو اہمیت ضرور حاصل ہے، مگر ان اعمال میں جو آداب کی سطح پر آتے ہیں۔

۳ــــ اس مسئلے میں صحابہ، ائمہ فقہا اور دیگر دینی مفکرین میں اتنا اختلاف رائے ہے (ملاحظہ ہو ڈاڑھی کا مسئلہ مذکورہ بالا) کہ اس کے بعد کسی خاص پہلو پر تشدد کا رویہ اختیار

کرنا اور دوسرے نقطہ ہائے نظر کو بے وقعت قرار دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا ۔ میں یہاں سارے اختلافات کو نقل نہیں کرتا ۔ اتنا ہی عرض کرتا ہوں ہمارے مختلف علما سے سلف نے نیک نیتی سے نصوص اور عمل صحابہ کو سامنے رکھ کر اور متعلقہ روایات کی چھان بین کر کے ، اور ان میں کسی کو کسی پر ترجیح دے کر اپنا اپنا فقہی فیصلہ دیا ہے ۔ میرے نزدیک یہ سارے فیصلے اور بحثیں ہمارے لیے یکساں قدر و قیمت رکھتے ہیں ۔ ان کا مطالعہ کر کے جو جسے چاہے ، ترجیح دے (مگر رضائے الٰہی کو سامنے رکھ کر)

۴ ــــ ڈاڑھی جیسے مسائل پر تحقیق و کاوش کرنے والے حضرات اپنی توجہ کا ذرا زیادہ حصہ شریعت کے ان اہم ترین مباحث کو دیں جن کی روشنی میں آج کے پیش آمدہ مسائل اور فتنوں کا توڑ کیا جا سکتا ہو ۔

۵ ــــ اس معاملے میں بہتر یہ ہے کہ " رسائل و مسائل " میں مولینا مودودیؒ کی بحث ڈاڑھی کے متعلق پڑھ لی جائے ۔

باقی متذکرہ دونوں رسائل کی میں قدر کرتا ہوں ۔ کسی بھی نقطۂ نظر سے شریعت کے کسی تقاضے پر بحث و تحقیق پیش کرنا ایک کار خیر ہے ۔ خدا دونوں کے مرتبین کو جزائے خیر دے ۔

(بقیہ حامدی صاحب کے تحریکی سفر کی داستان)

دوپہر کا کھانا عباس صاحب کے ہاں کھایا ۔ میرے ساتھ سوڈان کے ایک نئے مبعوث موسیٰ عمر محمد بھی ہیں ۔ اسی ہفتے سوڈان سے آئے ہیں ۔ دارالسلام ایئرپورٹ والوں نے انہیں ویزا دینے سے انکار دیا تھا ۔ مگر عباس صاحب نے وزیر داخلہ سے رابطہ قائم کیا جو ان کے گہرے دوست ہیں ۔ اس طرح سے موسیٰ صاحب دارالسلام میں داخل ہو سکے ۔ موسیٰ بھی مدینہ یونیورسٹی کا فارغ ہے اور تحریک اخوان سے تعلق رکھتا ہے ۔ اُس نے مجھے بتایا کہ میں نے مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تمام تصنیفات پڑھ رکھی ہیں ، جو مدینہ منورہ کے مکتبات میں مجھے مل سکی ہیں ۔ سوڈان کے موجودہ بدلے ہوئے حالات پر نوجوان موسیٰ مطمئن تھا ۔ (جاری ہے)